احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

سوموار 2 جون 2014ء 3 شعبان 1435 ہجری 2 احسان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 124

سوموار 2 جون 2014ء

رحیم و رحماں

یا رب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

39 واں جلسہ سالانہ جماعت ہائے احمدیہ جرمنی 2014ء

منعقدہ 13، 14، 15 جون 2014ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار

احمدیہ ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہونے والے LIVE پروگرام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا 39 واں جلسہ سالانہ مورخہ 13، 14، 15 جون 2014ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس اس جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔ اس جلسہ کے تمام پروگرام احمدیہ ٹیلی ویژن پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے جائیں گے۔ پاکستانی وقت کے مطابق تفصیل درج ذیل ہے۔ احباب جماعت اس روحانی جلسہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ فرمائیں۔

جمعۃ المبارک 13 جون 2014ء

4:45pm پرچم کشائی

5:00pm **خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز**

8:00pm تلاوت قرآن کریم و ترجمہ اور نظم

8:25pm تقریر (اردو) صفات باری تعالیٰ کا ہماری زندگیوں میں اثر
محترم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

9:05pm **تقریر جرمن: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ امن عالم کے سفیر**
مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی

ہفتہ 14 جون 2014ء

1:00pm تلاوت قرآن کریم مع ترجمہ اور نظم

1:20pm تقریر (اردو) معاشرتی برائیوں حسد، بغض و کینہ کے مضرات
مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب مربی سلسلہ جرمنی

1:50pm تقریر (جرمن): آسماں پر دعوت حق کیلئے ایک جوش ہے
مکرم حماد ہیر صاحب ایڈیشنل سیکرٹری تربیت نومبائعین

2:20pm قصیدہ از سیدنا حضرت مسیح موعود

2:25pm تقریر (اردو) سیرت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی

3:00pm **مستورات سے خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ**

6:30pm جرمن مہمانوں کے لئے جماعت احمدیہ کا تعارف

7:00pm **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جرمن مہمانوں سے خطاب**

7:30pm تلاوت قرآن کریم و ترجمہ اور نظم

8:50pm تقریر (جرمن) قرآن کریم کا نظریہ ارتقاء
مکرم محمد داؤد مجوکہ صاحب، نیشنل سیکرٹری امور خارجہ

9:40pm تقریر (اردو) آخرت پر ایمان
مکرم عبدالاول صاحب مربی انچارج بنگلہ دیش

اتوار 15 جون 2014ء

1:00pm تلاوت قرآن کریم و ترجمہ اور نظم

1:25pm تقریر (اردو): پرسکون اہلی زندگی، تربیت اولاد کا ذریعہ
محترم محمد اشرف ضیاء صاحب مربی سلسلہ جرمنی

2:00pm تقریر (جرمن): حضرت مسیح موعود کو ماننا کیوں ضروری ہے؟
مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

2:40pm تقریر (اردو)
آنحضرت ﷺ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک
مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مربی انچارج جرمنی

6:45pm **تقریب بیعت**

7:15pm تلاوت قرآن کریم و ترجمہ اور نظم

7:45pm تقسیم اسناد

8:00pm **اختتامی خطاب**
سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

معصیت کا سیاہ داغ

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی، اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دکھ نہ اٹھایا جاوے، بیمار اچھا نہیں ہوسکتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کُل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر یعنی چھوٹے گناہ سہل انگاری سے کبائر یعنی بڑے گناہ ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 7)

(مرسلہ: نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

ربوہ کے مضافات کی اراضی پر پلاٹ بندی کر کے فروخت کرنے والے احباب کیلئے ایک ضروری اعلان

آجکل ربوہ کے مضافات میں رہائشی پلاٹوں کی خرید و فروخت کے حوالے سے بہت سے مسائل سامنے آ رہے ہیں۔ اس ضمن میں تمام ایسے احباب کو جو اپنی زرعی یا سکنی اراضی کو ازخود تقسیم کر کے پلاٹ بندیاں کر رہے ہیں یا کالونیاں بنا رہے ہیں، ان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس قسم کی کسی بھی کارروائی سے قبل مضافاتی کمیٹی سے اجازت حاصل کریں۔ نیز جو احباب پہلے ہی اس قسم کی کارروائی کر چکے ہیں اور تا حال پلاٹ فروخت کر رہے ہیں ان کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ 30 یوم کے اندر اندر دفتر مضافاتی کمیٹی میں رابطہ کریں۔ اور اپنی سکیم کی تفصیلات سے آگاہ کریں اور اس کی مضافاتی کمیٹی سے باقاعدہ منظوری حاصل کریں۔ بصورت دیگران کے خلاف نظام جماعت کے تحت مناسب کارروائی کی جاسکتی ہے نیز اگر کوئی پراپرٹی ڈیلر ایسے معاملات میں بلا اجازت شامل ہوئے تو ان کے خلاف بھی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

ربوہ میں راہ مولیٰ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے

باوفا ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب آف امریکہ کے بارے میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خراج تحسین اور عالمی میڈیا کی کوریج

احباب کو یہ انتہائی افسوسناک خبر دی جا چکی ہے کہ جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمت کرنے والے مخلص، باوفا، نافع الناس اور خلافت کے شیدائی، قابل ماہر فزیشن اور ہارٹ سپیشلسٹ محترم ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب آف امریکہ کو مورخہ 26 مئی 2014ء کو صبح 5 بجے بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ کے سامنے دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے راہ مولیٰ میں قربان کر دیا۔ آپ اپنی اہلیہ اور بچوں کے ہمراہ دو یوم قبل امریکہ سے وقف عارضی کے لئے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں تشریف لائے تھے۔ آپ 26 مئی 2014ء کی صبح نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی اہلیہ اور ایک بیٹے کے ساتھ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جا رہے تھے کہ گیٹ کے سامنے موٹر سائیکل پر سوار افراد نے ان کو ٹارگٹ کر کے فائرنگ کر دی۔ محترم ڈاکٹر صاحب کو گیارہ گولیاں لگیں جس کی وجہ سے آپ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔

آپ کی نماز جنازہ اگلے دن مورخہ 27 مئی 2014ء کو بیت مبارک ربوہ میں بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ اس موقع پر ربوہ اور بیرون ربوہ سے احباب جماعت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی میت کو تدفین کے لئے کینیڈا لے جایا جائے گا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2014ء میں بہت سی خوبیوں کے مالک ڈاکٹر صاحب مرحوم کا تفصیلی ذکر خیر فرمایا اور نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے کوائف، حالات، احباب کے تاثرات اور اس قربانی کا اخبارات و دیگر ذرائع ابلاغ میں ذکر تفصیل سے فرمایا ہے۔ درج ذیل سطور میں اس حصہ کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا ڈاکٹر صاحب شہید کے خاندان کا تعلق گوکھووال ضلع فیصل آباد سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم چوہدری فرزند علی صاحب کے ذریعے ہوا تھا جنہوں نے اوائل جوانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ چوہدری صاحب کی بیعت کے بعد ان کے بھائی مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب نے بیعت کر لی۔ پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب کے نانا مکرم ماسٹر ضیاء الدین صاحب ربوہ کے مکینوں میں پہلے شہید تھے۔ جو 1974ء میں سرگودھا سٹیشن پر فائرنگ سے شہید ہوئے۔ اس وقت یہ ماسٹر ضیاء الدین صاحب محلّہ دارالبرکات کے صدر اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں استاد بھی تھے۔

حضور انور نے ذاتی کوائف بیان کرتے ہوئے فرمایا ڈاکٹر صاحب شہید 23 ستمبر 1963ء میں ربوہ میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی تعلیم ربوہ میں تعلیم الاسلام سکول اور کالج میں لی۔ نہایت ذہین اور ہونہار طلباء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ پھر پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں میڈیکل کی تعلیم شروع کی اور MBBS کا امتحان پاس کیا۔ پھر 1989ء سے جولائی 1991ء تک دو سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں اپنی والدہ کے ساتھ کینیڈا منتقل ہو گئے۔ کینیڈا میں میڈیکل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ہاؤس جاب کیا اور کارڈیالوجی میں سپیشلائزیشن کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کولمبس اوہائیو امریکہ میں آپ نے جاب شروع کی۔ وہیں پھر مستقل رہائش اختیار کر لی اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے قیام کے بعد جب میں نے تحریک کی ڈاکٹروں کو تو یہ بھی وقف عارضی کے لئے آتے تھے۔ اس سے پہلے بھی دو دفعہ آ چکے تھے اور اب تیسری دفعہ تشریف لائے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جماعتی طور پر بھی مختلف سطح پر کام کرنے کی توفیق ملی۔ بڑے نرم مزاج، نرم خُو اور نرم گو شخصیت کے مالک تھے، ہر کسی کے ساتھ ہمدردی کرتے اور دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا یا تنگی ترشی نہیں کی۔ ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بتایا کہ میرے ساتھ بھی بے حد نرم رویہ رکھتے تھے۔ ہر طرح دلداری کرتے تھے۔ غلطیوں کو ہمیشہ نظر انداز کیا۔ کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔ بچوں کے لئے بڑے شفیق اور مہربان باپ تھے۔ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ انتہائی منکسر المزاج تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ مجھے اگر کسی بات پر غصہ آ جاتا تو ہمیشہ کہتے کہ غصہ نہیں کرتے۔ طبیعت میں عاجزی اور انکساری بہت تھی۔ سسرالی رشتہ داروں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی خوش دامن نے بتایا کہ میں 5 سال امریکہ جا کر ان کے پاس رہی۔ کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کی اور ہمیشہ ماں کی طرح میرا عزت و احترام کیا۔ مہمان نوازی ان کا بہت بڑا شیوہ تھا۔ جماعتی تقریبات کے موقع پر مہمان ٹھہرانے کا اہتمام کرتے تھے اپنے گھر میں۔ پھر ایئرپورٹ سے لانے لے جانے کا کام کرتے۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کی کثرت سے امداد کیا کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ شہید اپنے شعبے کے علاوہ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے۔ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کا مجموعہ کلام برگ خیال کے نام سے طباعت کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح کیلی گرافی بھی اچھی کر لیتے تھے۔ خلافت سے انتہائی گہری محبت اور خلوص کا تعلق تھا ان کا، اور ہر تحریک پر فوری لبیک کہنے والے تھے۔ بڑھ چڑھ کر چندہ دیتے تھے۔ کولمبس کی بیت الذکر کی تعمیر میں بھی ایک بہت بڑی خطیر رقم پیش کی۔ اسی طرح اپنے آبائی محلّہ دارالرحمت غربی کی بیت کے لئے بھی بڑی رقم دی۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے بھی عطیات کی فراہمی میں پیش پیش رہتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک ان کو شوق تھا اور دینی مطالعہ بھی اللہ کے فضل سے کافی تھا۔ یوٹیوب (Youtube) پر غیر احمدیوں اور معترضوں کے اعتراضوں کے مؤثر جواب دینے میں مستعد تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان کے لواحقین میں اہلیہ محترمہ وجیہہ مہدی صاحبہ اور تین بیٹے عزیزم عبداللہ علی عمر 15 سال، ہاشم علی عمر 7 سال اور عزیزم اشعر علی عمر 3 سال ہیں۔ چھوٹا بچہ ان کے ساتھ ہی تھا جب ان کو گولیاں ماری گئیں۔ ان کی شاعری کی بات کی تھی تو وہ نمونۃً میں بتا دوں کہ 28 مارچ 2014ء کو انہوں نے جو اپنی آخری نظم کہی اس کے دو تین شعر یہ ہیں۔ ؎

موت کے روبرو کریں گے ہم
زندگی کے حصول کی باتیں
نہ مٹا پائے گا یزید کوئی
حق ہیں ابن بتول کی باتیں
سب فنا ہوگا پر رہیں گی تمام
باقی اللہ رسولؐ کی باتیں

پھر ان کا ایک پرانا شعر ہے پہلے کا بھی کہ ؎

اللہ تیری راہ میں یہی آرزو ہے اپنی
اے کاش کام آئے خونِ جگر ہمارا

فرمایا کہ ہادی علی صاحب جو ہمارے مربی سلسلہ یہاں بھی رہے ہیں بڑا لمبا عرصہ، ڈاکٹر صاحب ان کے چھوٹے بھائی تھے اور جس طرح ہادی علی صاحب کیلی گرافی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو بھی اسی طرح کیلی گرافی کا بڑا شوق تھا۔ ہادی علی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی بہت ہی غیر معمولی انسان تھے۔ ان کی جدائی سارے خاندان کے لئے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا خاندان اللہ تعالیٰ کی رضا پر صدق دل سے راضی اور صابر و شاکر ہے۔ مہدی علی شہید کی ای میلز پر اس طرح کے فقرے لکھے ہوتے تھے قولوا للناس حسنا۔ ان کی ہمشیرہ کہتی ہیں کہ بچپن سے ہی بہت پیاری مدبرانہ طبیعت کے مالک تھے، فضولیات سے ہمیشہ بچتے۔ نہایت شوق اور باقاعدگی سے نماز ادا کرتے اور بچپن سے ہی ذیلی تنظیم کے فعال رکن تھے۔ بچپن سے ہی مطالعہ کا شوق تھا اور جماعتی کتب کا مطالعہ بہت کم سنی سے شروع کر دیا تھا۔ ربوہ سے ایک خاص محبت تھی ان کو۔ جو ساری زندگی آپ کے دل میں رہی یہاں تک کہ اپنی جان بھی اسی سرزمین ربوہ میں اپنے خدا کے حضور پیش کی۔ والدین کی خواہش پر ڈاکٹر بنے اور بڑے پائے کے ڈاکٹر بنے اور کئی اعزازات حاصل کئے اور عام اور معمولی ڈاکٹر بھی نہیں تھے یہ۔ طبیعت میں بہت ٹھہراؤ تھا، کبھی وقت ضائع نہیں کرتے تھے، ہمیشہ علم کی جستجو رہی۔ بچوں کی تربیت بھی بہت اعلیٰ کی۔ مصروف الاوقات ہونے کے باوجود اپنے بیوی بچوں کے لئے وقت نکالتے، اپنے بچوں کو قرآن کریم بھی انہوں نے خود سکھایا اور پڑھایا۔ دوسروں کے معاملے میں عفو سے کام لینے والے، خود تکالیف برداشت کر لیتے تھے اور پوچھنے پر یہی کہتے تھے کہ اللہ کی رضا کی خاطر کر رہا ہوں۔ خدمت خلق کا جذبہ ہمیشہ غالب رہا۔ ربوہ کے پہلے بلڈ بینک میں زیادہ کوشش ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی تھی۔ ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ شہید نہایت عاجز اور منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے، ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ حضور انور نے فرمایا کہ ابھی کچھ دن ہوئے مل کے گئے تھے تو وہ مسکراتا چہرہ، جب سے ان کی شہادت ہوئی، بار بار سامنے آ جاتا ہے۔ بڑا پُرسکون چہرہ اور شہادت کے وقت بھی جیسا کہ بعض لکھنے والوں نے لکھا ہے۔ جو ان کی تصویر دیکھی ہے۔ سینہ خون سے بھرا ہوا ہے لیکن بڑے پُرسکون انداز میں لگتا ہے سوئے ہوئے ہیں۔

عبدالسلام ملک صاحب صدر کولمبس جماعت کہتے ہیں کہ ڈاکٹر مہدی علی صاحب ہماری جماعت میں آئے۔ دس سال قبل آئے تھے اور شروع سے ہی ہماری لوکل عاملہ کے فعال رکن تھے۔ جماعت کی اطاعت کا بھرپور جذبہ ان کی ذات میں ودیعت تھا۔ کبھی کسی بات پر آپ گھمنڈ نہیں کرتے تھے، ہمیشہ خندہ پیشانی سے ہر بات کو قبول کرتے۔ جب بھی کوئی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی ہمیشہ اسے عمدگی سے نبھایا۔ خلافت سے والہانہ رنگ میں عشق تھا اور جو میں 2012ء میں وہاں گیا ہوں کولمبس

(باقی صفحہ 7 پر)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب کی دلچسپ یادیں

قادیان۔ ربوہ۔ تعلیم الاسلام کالج اور جامعہ احمدیہ

مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج غانا نے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن برطانیہ کے زیر اہتمام منعقدہ ایک تقریب میں ربوہ کی بعض یادوں کا تذکرہ فرمایا۔ ذیل میں اس کے بعض حصے رسالہ المنار برطانیہ کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہیں۔(مدیر)

تین چار دن ہوئے تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن برطانیہ کی طرف سے اس پروگرام کی دعوت ملی تھی۔ اس پروگرام کا وقت تبدیل ہوتا رہا۔ پہلے مغرب کے بعد تھا پھر عصر کے بعد کر دیا گیا۔ چونکہ مجھے کچھ کام تھا اس لئے ڈر تھا کہ لیٹ نہ ہو جاؤں۔ لیٹ ہونے کا خیال آیا تو بڑا اچھا بھی یاد آ گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اردو کلاس کے بڑے بچے اسماعیل آڈو صاحب کو سب جانتے ہیں۔ غانا میں 1950ء میں پہلا احمدیہ سکول کھولا گیا تو یہ اس میں اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمت کرتے رہے۔ پھر ترقی کر کے غانا کی حکومت کی طرف سے ایتھوپیا میں سفیر بنے۔ ڈیفنس کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ غانا میں جب ملٹری ٹیک اوور (take over) ہوا تو اس وقت ملک میں کافی گڑبڑ تھی۔ چنانچہ باہر کے ملکوں میں جتنے سفیر تھے ان میں سے کئی ایسے تھے جو واپس نہیں گئے۔ آڈو صاحب بھی عدیس آبابا سے لندن آ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایم ٹی اے پر بڑے پیار سے اردو سکھایا کرتے تھے۔ اس کا ایک واقعہ ہے کہ آڈو صاحب کلاس کے لئے آ رہے تھے کہ لیٹ ہو گئے۔ انہوں نے وہاں جو دوست تھے ان سے کہا کہ میں لیٹ ہو گیا ہوں اگر حضرت صاحب مجھ سے پوچھیں تو کیا جواب دوں؟ انہوں نے کہا کہ آپ کہہ دینا کہ میں شرمندہ ہوں۔ وہ 'شرمندہ ہوں، شرمندہ ہوں' یاد کرتے ہوئے کلاس میں پہنچے تو حضور نے اتفاق سے پوچھ بھی لیا۔ اس پر انہوں نے گھبراہٹ میں یہ کہہ دیا کہ حضور میں سمندر ہوں۔ حضور نے پوچھا کیا آپ سمندر ہیں؟ آڈو صاحب نے جواب دیا جی حضور میں بہت سمندر ہوں۔ تو آج میں بھی اگر لیٹ ہوا ہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ میں سمندر ہوں۔

ٹی آئی کالج کی بھی کچھ باتیں مجھے یاد ہیں۔ ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ وہاں جب annual debates ہوا کرتی تھیں تو ہم بھی وہاں جایا کرتے تھے۔ ڈیبیٹ میں حصہ لینے والا سٹوڈنٹ جب کوئی اچھا پوائنٹ بیان کرتا تو سننے والے اسے داد دیتے ہوئے نکتہ نکتہ کی آواز بلند کیا کرتے تھے۔

ٹی آئی کالج میں پڑھنے والوں میں صومالی لینڈ کے ابوبکر اور سعید عبداللہ بھی ہوا کرتے تھے۔ دونوں فٹ بال بھی بہت اچھا کھیلتے تھے۔ اور انگلش ڈیبیٹس میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ پنجاب یونیورسٹی میں ہونے والی ڈیبیٹس میں بھی۔ ابوبکر صاحب کا ایک کمال یہ تھا کہ وہ دوسروں کو Convince کرنے میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ حجامت بنوانے گئے تو وہاں کے حجام کو معلوم نہیں تھا کہ افریقیوں کے بال کس طرح کاٹے جاتے ہیں۔ وہ بال کھینچ کر کاٹتے تھے جس سے بال چھوٹے بڑے ہو جاتے تھے۔ جب ابوبکر صاحب کے ساتھ ایسا ہوا تو انہوں نے سوچا کہ یہ تو عجیب سا لگتا ہے تو انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ سر منڈوا لیں۔ چنانچہ انہوں نے ٹنڈ کروا لی۔ ٹنڈ کرانے کے بعد انہیں خیال آیا کہ میرے اکیلے کی ٹنڈ ہے یہ تو صحیح نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک اور طالب علم کو ٹنڈ کے فائدے بیان کر کے ٹنڈ کروانے پر convince کر لیا۔ اور یہ بھی کہا کہ ٹنڈ کروانے کے پیسے میں دوں گا۔ اس طرح کرتے کرتے انہوں نے بہت سے طلبا کی ٹنڈ کروا دی۔ اور گویا کالج میں ایک ٹنڈ ایسوسی ایشن بن گئی۔ بعد میں انہیں خیال آیا کہ پرنسپل (حضرت خلیفۃ المسیح الثالث) ممکن ہے اتنے سٹوڈنٹس کی ٹنڈ دیکھ کر ناراض ہوں تو انہوں نے لٹھے کی بہت سی ٹوپیاں بنوائیں اور ان سب کو پہنا دیں۔ پتہ چلا تھا کہ ابوبکر صاحب آج کل صومالی لینڈ جسے اب صومالیہ کہتے ہیں کے ایک علاقے کے گورنر ہیں۔ اور سعید عبداللہ بھی ایڈمنسٹریشن میں اچھے عہدے پر ہیں۔

ربوہ کی کہانی تو سب کو پتہ ہے۔ قادیان چھوڑ کر جب ربوہ میں آئے تو گورنمنٹ کے ریکارڈ میں یہی تھا کہ یہ ایسی جگہ ہے جہاں کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔ اس سے پہلے بہت سے لوگ کوشش کر چکے تھے کہ یہاں سے پانی نکل آئے۔ مگر نہ نکل سکا۔ اس لئے ان کا خیال تھا کہ اس جگہ کوئی لائف (Life) ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اللہ کے فضل سے پانی نکل آیا تھا۔ 1952ء میں جب ہم ربوہ آئے تو اس وقت پانی نمکین تھا۔ صرف ایک جگہ سے پینے والا پانی نکلتا تھا۔ ایک ماشکی چمڑے کی مشک میں پانی بھر کر اپنی کمر اور کندھوں پر اٹھا کر گھروں میں سپلائی کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ غانا سے ایک صاحب آئے۔ انہوں نے ماشکی کے کندھے پر مشک دیکھی۔ تو مجھ سے پوچھا کہ یہاں ربوہ کے قریب کوئی جنگل تو نہیں جہاں پر یہ آدمی ہرن مار کر لاتا کہاں سے ہے؟ میں نے پوچھا کہ ہرن کدھر ہے؟ تو کہنے لگا کہ دیکھو اس نے کندھے پر اٹھایا ہوا ہے۔ میں نے کہا: بابا یہ تو پانی کی مشک ہے۔

وہاں پر ان دنوں نہ بجلی تھی نہ پینے کا پانی اور نہ پکی بلڈنگز۔ جس ہوسٹل میں ہم رہتے تھے اس کی چھت بھی کچی تھی اور فرش بھی کچا۔ بارش ہوتی تو چھت ٹپکتی اور فرش پر پانی کھڑا ہو جاتا۔ اور ہمارا جو Box (صندوق) تھا وہ پانی میں تیرنے لگتا۔ تو شروع میں یہ حال تھا۔ مگر بعد میں احمد نگر میں بلڈنگ لے لی گئی۔ تو ہم ہر روز صبح 4 میل پیدل چل کر وہاں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ اور پھر 4 میل پیدل چل کر واپس آتے تھے۔ ہم ربوہ میں جس ہوسٹل میں رہتے تھے وہ غیر ملکیوں کا ہوسٹل تھا۔ اس میں مختلف ملکوں سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ انگلستان سے روز (Rose) نامی کوئی شخص تھے۔ جرمنی کے عبدالشکور کنزے تھے۔ امریکہ سے ایک بلیک امریکن اور ایک وائٹ امریکن تھے۔ ٹرینیڈاڈ سے بھی ایک صاحب آئے ہوئے تھے۔ چین سے ہمارے عثمان چو صاحب، ابراہیم وان اور ادریس وان تھے۔ اتنے مختلف رنگ و نسل کے لوگوں کے اس ہوسٹل کا ایک نام چڑیا گھر پڑ گیا تھا۔ مگر وہاں بڑے ہی اچھے دن ہم نے گزارے ہوئے ہیں۔

ربوہ کا جو قصہ ہے وہ اتنا غیر معمولی ہے کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ہمارے غانا کے سفیر ربوہ آئے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں ربوہ کے بارے میں بتایا کہ ربوہ کیسے بنا، کیسے وجود میں آیا۔ یہ ایسی جگہ تھی جس کے بارے میں سب کا یہی خیال تھا کہ یہاں کوئی لائف نہیں ہو سکتی۔ ایسی جگہ تھی جہاں پانی بھی نہ تھا اور زمین بنجر تھی۔ کئی لوگوں نے اسے آباد کرنے اور قابل کاشت بنانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ انہیں ربوہ کے سارے ابتدائی حالات بتائے۔ ہمارے غانا کے یہ سفیر تھے تو عیسائی مگر جب انہوں نے یہ واقعات سنے اور ربوہ کی اُس وقت کی شکل اور حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ اگر کوئی شخص خدا پر یقین نہ رکھتا ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی حقانیت پر ایمان نہ ہو تو وہ یہ واقعات سن کر یقیناً خدا کی ہستی پر ایمان لے آئے گا۔

ایک دفعہ ہالینڈ سے انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے سیکرٹری حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ ربوہ گئے۔ وہاں سے واپسی پر وہ یہاں لندن سے ہوتے ہوئے ہالینڈ گئے تھے۔ یہ ان دنوں (یعنی 1970ء کے عشرہ) کی بات ہے جب میں یہاں لندن میں ہوا کرتا تھا۔ وہ یہاں آئے تو ہم نے انہیں یہاں مشن ہاؤس میں مدعو کیا۔ انہوں نے اس موقع پر اپنی تقریر میں اظہار کیا کہ میں ربوہ سے ہو کر آیا ہوں۔ مجھے ایک بات کا افسوس ہے کہ کیوں میں اپنے پوتے کو ساتھ لے کر نہیں گیا۔ اگر وہ ساتھ ہوتا تو اسے دکھاتا کہ ساری دنیا میں مَیں نے کوئی اور شہر ایسا نہیں دیکھا جہاں صرف اچھائی ہی اچھائی ہے، برائی کوئی نہیں۔ ربوہ میں کالج دیکھے، ریسرچ سینٹرز دیکھے، بیوت الذکر دیکھیں، لائبریریز دیکھیں۔ مگر کوئی شراب خانہ نہیں دیکھا، نہ کوئی ڈانس کی جگہ دیکھی۔ نہ کوئی جوا خانہ وغیرہ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت بھی جبکہ ربوہ ابھی اتنا develope نہیں ہوا تھا جو لوگ بھی وہاں جاتے تھے، اور بڑے بڑے لوگ جاتے تھے، وہ ربوہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوتے تھے، مگر اب کی تو بات ہی اور ہے۔

لاہور کے (2010ء میں احمدیہ بیوت الذکر پر حملہ میں شہادت کے) واقعہ کے بعد میں ایک وفد لے کر ربوہ گیا، جس میں گھانا، بینن اور سیرالیون کے افراد شامل تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو میں نے موجودہ ربوہ کو دیکھ کر کہا یہ تو وہ ربوہ نہیں، بالکل ہی بدل گیا ہے۔ سرائے مسرور کو دیکھا۔ اس میں 6 منزلہ دفاتر ہیں۔ لفٹ لگی ہوئی ہے۔ میں تو دیکھ کر بالکل ہی حیران ہو گیا کہ یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔ پھر دارالضیافت کی نئی سات منزلہ بلڈنگ بھی ہے۔

سنا ہے کہ ایک صاحب لاہور سے ربوہ گئے، رات بھی وہاں رہے۔ اگلے دن لاہور پہنچے تو اپنے ایک دوست سے کہنے لگے کہ میں ایک ایسی جگہ سے ہو کر آیا ہوں جو کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہے لیکن پاکستان لگتا نہیں۔ ان کے دوست نے پوچھا کیا؟ کہنے لگے فائیو سٹار ہوٹل، جس میں کھانا بھی فری اور رات کا قیام بھی فری ہو تم نے پاکستان میں دیکھی ہے؟ اگر دیکھی ہے تو بتاؤ! تو اب تو ربوہ اتنا بدل گیا ہے کہ اگر پہلے کسی نے نہیں دیکھا ہوا تھا تو شاید وہ تو موجودہ تبدیلی اور فرق کو محسوس نہ کر سکے۔ لیکن ہم جو 1952ء میں وہاں پڑھنے کے لئے گئے اور جن حالات سے گزرے، تو ہم جیسے لوگ جو اب وہاں جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ دنیا کے لئے پیدا کیا ہے۔ کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں تھا کہ ربوہ میں اتنی جلدی اس قدر تبدیلی آ سکتی ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

ایک اور بڑی بات یہ بھی ہے کہ ٹی آئی کالج جو اُس وقت وہاں تھا، یعنی 1950ء کے عشرے میں اُس وقت بھی ٹی آئی کالج کی بلڈنگ پکی اینٹوں کی تھی۔ مجھے یاد ہے اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرمایا کرتے تھے کہ جامعہ کو بھی اسی طرح بنانا ہے۔ گویا جبکہ ابھی مالی وسعت نہیں تھی اور مشکلات تھیں اس وقت بھی خلفاء کی دور اندیشی کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں کہ دنیا کی تعلیم اور مذہبی تعلیم دونوں کی اہمیت اُس وقت بھی ان کے پیش نظر تھی۔

ان دنوں بڑے بڑے لوگ ٹی آئی کالج ربوہ میں آیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک موقع پر غالباً منسٹر آف ایجوکیشن بھی آئے تھے۔ آج کل تو پاکستان میں سر ظفر اللہ خان صاحب کا نام وغیرہ بھی تاریخ سے نکال دیا گیا ہے، مگر اس وقت منسٹر آف ایجوکیشن ربوہ میں آنا فخر محسوس کرتے تھے۔ پھر رشین آسٹروناٹس اور بعض سائنسدان بھی ٹی آئی کالج میں آئے۔

ربوہ میں آنے والوں میں ایک اہم شخصیت چین کے سفیر بھی تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت ہمارے عثمان چو صاحب نے چینی سفیر کا استقبال کرنے کے لئے چینی زبان کا لفظ "وائیں نے" یاد

کروایا تھا۔ اس وقت سب ربوہ والوں نے مل کر لائنیں بنائیں اور ’’وائیں نے‘‘ ’’وائیں نے‘‘ کہہ کر چین کے ایمبیسیڈر کا ربوہ میں استقبال کیا تھا۔ اس وقت حضرت میاں مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اور وکیل اعلیٰ تھے۔ انہوں نے یہ انتظام کیا تھا کہ جتنے بھی جماعت کے مربیان باہر کے ملکوں میں خدمت کر کے آئے تھے، مثلاً مولانا ظہور حسین صاحب، مولانا ابوالعطاء صاحب یعنی بڑے بڑے جتنے بھی بزرگ مربیان تھے، چینی سفیر کو ان سے ملوایا۔ چینی سفیر بہت حیران ہوئے کہ اتنا چھوٹا سا شہر اور اس میں اتنے بڑے بڑے لوگ۔ تو واقعی یہ ایک نادر قسم کا موقع تھا۔

شیخ عمری عبیدی صاحب بھی ان دنوں ربوہ میں تھے۔ ربوہ کی تعلیم سے جب فارغ ہوئے تو مربی کے طور پر تنزانیہ بھیجے گئے۔ انہوں نے قرآن مجید کے سواحیلی زبان کے ترجمے میں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی بہت مدد کی۔ عمری عبیدی صاحب بہت قابل آدمی تھے اور بہت روحانی بھی۔ جب وہ تنزانیہ واپس گئے تو وہاں کی حکومت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دے دیں تو ہم ان کی قابلیت کی وجہ سے انہیں اپنی ایڈمنسٹریشن میں لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ دارالسلام کے سب سے پہلے افریقن میئر بنے۔ بعد میں منسٹر آف جسٹس بھی رہے۔ ربوہ کے دنوں کی بات ہے کہ عمری عبیدی صاحب، حضرت مولانا محمد دین صاحب جو بعد میں صدر، صدر انجمن احمدیہ بھی رہے، سے ریڈرز ڈائجسٹ لے کر پڑھا کرتے تھے۔ پڑھنے کے بعد اکثر جلدی واپس کر دیا کرتے تھے لیکن ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کافی دن تک واپس نہ کر سکے۔ سڑک پر چلتے ہوئے مولانا محمد دین صاحب انہیں ملے تو انہوں نے انہیں آہستگی سے پوچھا Have you digested the digest? اس لطیف انداز میں پوچھے جانے پر انہیں احساس ہو گیا کہ میں نے پڑھنے کے لئے لیا ہوا ڈائجسٹ ابھی تک واپس نہیں کیا۔ چنانچہ انہوں نے بعد میں جا کر جلد ہی واپس کر دیا۔

شروع شروع میں جب ہم ربوہ پہنچے تو اردو تو ہمیں صحیح آتی نہیں تھی، بلکہ بالکل بھی نہیں آتی تھی۔ ان دنوں ہمیں جامعہ کے ہوسٹل میں صبح کے ناشتے میں دو پراٹھے ملا کرتے تھے۔ اُن دنوں دستور تھا کہ باہر کے ملکوں میں جانے والے اور خدمت کر کے واپس آنے والے مربیان کو سارا شہر ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر الوداع یا receive کیا کرتا تھا۔ بعض دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی جایا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع پر جبکہ ایک مربی امریکہ جا رہے تھے تو ہم بھی ربوہ کے سٹیشن پر گئے۔ وہاں میری حضرت مولوی محمد دین صاحب سے ملاقات ہوئی، اس وقت وہ ناظر تعلیم تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ آجکل کیا ’’پڑھتے‘‘ ہیں؟ میں سمجھا کہ شاید ’’پراٹھے‘‘ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، تو میں نے جھٹ سے کہہ دیا کہ ’’دو پراٹھے!‘‘

میں نے اندازہ لگایا تھا کہ شاید وہ ہوسٹل کے پراٹھوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور میں نے بالکل صحیح جواب دیا ہے۔ مگر جب وہ میرا جواب سن کر خوب ہنسے اور محظوظ ہوئے تو مجھے بالکل سمجھ نہیں آئی کہ وہ میرے جواب پر کیوں ہنسے؟ مگر بعد میں جا کر پتہ چلا کہ پراٹھے میں اور پڑھنے میں بہت فرق ہے۔ تو مولانا محمد دین صاحب کے حوالے سے ربوہ کے شروع کے دنوں کا یہ دلچسپ واقعہ مجھے اب بھی یاد ہے۔

میں نیو دہلی گیا ہوا تھا۔ وہاں سے ٹرین پر قادیان جا رہا تھا کہ ٹرین میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب جو اپنے آپ کو بڑے عالم کے طور پر پیش کر رہے تھے، ساتھ بیٹھے ہوئے مسافروں سے کہنے لگے کہ یہ صاحب جو بیٹھے ہوئے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ ان کا رنگ کالا کیوں ہے؟ ان کا رنگ کالا اس لئے ہے کہ یہ لوگ سورج کے بہت قریب ہیں۔ درختوں کے اوپر رہتے اور ان کی جڑیں کھاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان میں سے ہر ایک کی دُم بھی ہوتی ہے۔ میں خاموشی سے سنتا رہا اور پھر میں نے ان سے اردو میں بات شروع کی تو وہ بہت حیران ہوئے۔ مَیں نے انہیں بتایا کہ آپ نے جتنی باتیں بھی یہاں لوگوں کو بتائی ہیں سب غلط ہیں۔ ہم جو یہاں آپ کی ایمبیسی سے ویزہ لے کر آئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی حکومت نے ہمیں اپنا مہمان سمجھ کر ویزہ دیا ہے۔ حکومت کے مہمان کے بارے میں آپ نے جو غلط باتیں کی ہیں اگر واپس جا کر بتاؤں تو آپ کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔ اس پر وہ شرمندہ ہوئے اور معذرت کرنے لگے۔

انڈیا کا ایک دلچسپ واقعہ اَور بھی ہے۔ جب ہم ربوہ میں تھے تو ہمیں قادیان جانے کا موقع ملا۔ مولانا ابوالعطاء صاحب بھی ساتھ تھے، وہ ہمارے پرنسپل رہے ہیں۔ ہم پر بہت مہربان تھے ہر لحاظ سے۔ ان کے علاوہ مکرم غلام باری سیف صاحب بھی ساتھ تھے۔ ہم قادیان کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ دو سکھ صاحبان میں بہت گرم جوشی سے کوئی بحث ہو رہی ہے۔ بالکل پتہ نہیں تھا کہ کیا بحث ہو رہی ہے۔ اسی دوران ان میں سے ایک سکھ صاحب جلدی جلدی چلتے ہوئے میری طرف آئے اور میری جلد کے ساتھ اپنا ہاتھ بہت زور سے رگڑا اور پھر وہ رگڑا ہوا ہاتھ اپنے دوسرے سکھ ساتھی کو دکھاتے ہوئے کہنے لگے کہ میں تمہیں کہتا نہیں تھا کہ پکّا کوٹ ہے۔ اس وقت سے مولانا ابوالعطاء صاحب مجھے ’’پکا کوٹ‘‘ کہا کرتے تھے۔ تو اس قسم کے دلچسپ واقعات بھی پیش آتے رہے ہیں۔

ربوہ کا ایک اور مزیدار واقعہ ہے۔ ہم کراچی گئے ہوئے تھے۔ وہاں خدام کا اجتماع تھا۔ وہاں پتہ چلا کہ ٹنڈوالہ یار میں غیر احمدیوں کا ایک دارالعلوم ہے۔ ہم نے سوچا کہ جا کر دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ ہم گئے تو دیکھا کہ کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ وغیرہ سے طالب علم وہاں پڑھنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ایک جرمن ساتھی بھی ہمارے ساتھ تھا۔ انہوں نے ہمیں دیکھا تو بہت حیران ہوئے کہ بھئی کمال ہے کہ ایک افریقن اور ایک یورپین اکٹھے؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا آپ ایک ساتھ کیسے؟ ہم نے کہا کہ ہم اکٹھے پڑھتے ہیں۔ پوچھا کس جگہ؟ ہم نے کہا کہ ربوہ میں۔ کیا پڑھتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ دین! انہوں نے کہا کہ کمال ہے آپ دین پڑھتے ہیں اور ربوہ والے آپ کو ٹراؤزرز (trousers) بھی پہننے دیتے ہیں اور کنگھی بھی کرنے دیتے ہیں۔ یہاں دارالعلوم والے تو ہمیں کنگھی بھی نہیں کرنے دیتے۔ ہم نے پوچھا کیوں؟ کہنے لگے کہ وہ کہتے ہیں کہ اسلام میں یہ جائز نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم ربوہ آنا چاہتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر آپ اس وقت ہمارے ساتھ گئے تو یہ ٹھیک نہیں لیکن وہاں واپس جا کر اگر کوئی صورت ہوئی، کوئی رستہ ہوا تو بتا دیں گے۔ چنانچہ واپس جا کر ہم نے وکیل التبشیر صاحب سے بات کی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی خود اپنی مرضی سے آنا چاہے تو منع بھی نہیں کرتے۔ چنانچہ ہم نے انہیں بتا دیا کہ یہ ہے جواب۔ تو کیا ہوا کہ ایک ہفتے کے بعد وہ سارے کے سارے ربوہ آ گئے۔ ایک جرمن عمر نامی بھی تھا جو ٹی آئی کالج ربوہ میں پڑھا۔ بعد میں جرمنی جا کر وہ ڈوئچے ویلے میں براڈ کاسٹر بن گیا تھا۔ یہ غالباً 59-1958ء کی بات ہے۔ ایک افریقن ابو طالب تھا جو جامعہ میں پڑھا اور تنزانیہ میں ایک کامیاب مربی بنا۔ غیر احمدیوں نے تو بعض لوگوں کو یہ سوچ کر بھی بھجوایا کہ ہم ان کو ربوہ بھیج دیتے ہیں وہاں رہیں، پڑھیں اور بعد میں ان کے ساتھ اختلاف پیدا کریں۔ مگر یہ سب پکے احمدی ہو گئے۔

ربوہ سے تعلیم حاصل کر کے ہم 1960ء میں گھانا واپس چلے گئے۔ بعد میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لئے پاکستان آ رہے تھے۔ کراچی ایئرپورٹ پر اترے جہاں سے لاہور کے لئے فلائٹ لینی تھی۔ میرے ساتھ ایک اور گھانین دوست بھی تھے۔ ہم جہاز کے انتظار میں کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں ذرا واش رُوم جانا چاہتا ہوں۔ کافی دیر تک واپس نہ آئے تو مجھے فکر ہوئی کہ اگر جہاز آ گیا تو فلائٹ سے رہ نہ جائیں۔ انہیں ڈھونڈنے نکلا تو دیکھا کہ ایک غیر احمدی مولوی نے انہیں گھیرا ہوا ہے۔ مولوی نے ان سے پوچھا کہ آپ کس ملک سے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں گھانین ہوں۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ربوہ۔ مُلّاں نے کہا آپ قادیانی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ مَیں گھانین ہوں۔

رضوان مرحوم ایتھوپیا کے تھے۔ ان کی عربی اور اردو بہت اچھی تھی۔ احمد نگر میں رہتے تھے۔ ہم لوگ تو گرمیوں کی چھٹیوں میں مانسہرہ چلے گئے رضوان صاحب کو وہیں رہنا تھا کیونکہ وہ مولوی فاضل کی تیاری کر رہے تھے۔ اس دوران وہ جامعہ کے بعض طلبا اور اساتذہ کے ساتھ پکنک کے لئے دریائے چناب پر گئے۔ پکنک کے دوران وضو کرنے کے لئے دریا کی طرف گئے تو اچانک پاؤں پھسلا اور وہ دریا میں گر گئے۔ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے کافی کوشش کی لیکن بچ نہیں سکے۔ یہ بہت دردناک واقعہ تھا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو ان کی وفات کا بہت افسوس ہوا تھا۔ ان کی تدفین ربوہ ہی میں ہوئی۔ ہم نے ان کے والد صاحب کو ایتھوپیا میں ان کی وفات کی اطلاع دی اور لکھا کہ وہ بہت نیک طبیعت کے تھے، ذہین تھے اور پڑھائی میں بہت اچھے تھے۔ ان کے والد نے خط کا جواب دیتے ہوئے ہمیں لکھا کہ ہم نے تو اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ اب اگر خدا کی یہی مرضی تھی تو ہم اس کی رضا پر راضی ہیں۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس وقت ربوہ میں بجلی نہیں تھی۔ ہوسٹل میں شیخ عمری عبیدی صاحب کے پاس جو لالٹین تھی وہ اس سے ڈبل فائدہ اٹھاتے تھے۔ اس کی روشنی میں پڑھتے بھی تھے اور ایک برتن میں پانی ڈال کر اس کے اوپر رکھ دیا کرتے تھے۔ جب پانی ابلنے لگتا تو پھر اُس سے چائے بنا لیتے۔ ایک دفعہ کیا ہوا کہ ابلا ہوا پانی اتار رہے تھے تو وہ ابلتا ہوا پانی ان کے اوپر گر گیا۔ تکلیف میں اس پر زور زور سے ہاتھ ملا تو وہاں سے جلد (جھلّی) اتر گئی۔ اندر کی جلد تو اتنی کالی نہیں ہوتی۔ اس وقت غالباً مولانا محمد احمد جلیل صاحب ہمارے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ انہوں نے تسلی دی کہ دوائی بھی مل جائے گی اور ٹھیک بھی ہو جاؤ گے۔ مگر عمری عبیدی صاحب نے (از راہ تفنّن یا فکرمندی سے) اس بات کا اظہار کیا کہ ٹھیک ہے دوائی بھی مل جائے گی اور زخم بھی ٹھیک ہو جائے گا مگر میرا بلیک کلر واپس آئے گا یا نہیں؟ عمری عبیدی صاحب بعد میں اپنے ملک کے وزیر انصاف بنے۔ اگر بلیک کلر نہ ہوتا تو کیسے بنتے!

بقیہ صفحہ 5

میری فرض شناس بھابھی نے یہ سب خط میں لکھ کر بھائی کو بھیج دیا کہ آپ کی اماں نے آپ کے پیغام کے جواب میں یہ کہا ہے۔ بھائی نے خط ملتے ہی ایک خط دفتر والوں کو لکھا کہ میں واپس آنا چاہتا ہوں۔ ماں کی خدمت کا موقع پھر شائد نہ ملے۔ بھائی واپس آئے اماں کو بہت محبت سے ملے اور اپنے مکان کے نیچے کرائے پر دی ہوئی دکانوں میں سے ایک دکان دو دن کے نوٹس پر خالی کروا کے اماں کو اپنے پاس لے آئے۔ اماں کا ہر لحاظ سے خیال رکھا تیمارداری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی، لیکن بھائی کے گھر آنے کے پورے چودہ دن بعد اماں کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جنازہ پڑھایا اور اماں قادیان میں مدفون ہوئیں بھائی اور بھابی نے بہت خدمت کی، آج کل سگی اولاد بھی اتنا نہیں کرتی مگر اماں کے حسن سلوک نے اپنی عزت اور قدر کا ایک مقام بنایا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔

ص۔بشیر سامی

دو خادمات خاندان حضرت مسیح موعود

حضرت برکت بی بی صاحبہ اور حضرت صوباں بی بی صاحبہ

میرے نانا جان حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں سے قادیان ہجرت کرنے سے پہلے اکثر قادیان آتے رہتے تھے ان کی پہلی بیوی حضرت برکت بی بی صاحبہ قادیان آتیں تو حضرت اماں جان کے پاس ہی قیام ہوتا آپ آتے ہی گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے لگتیں۔کھانے پکانے میں کافی مہارت تھی آپ نے کھانا پکایا تو حضرت مسیح موعود نے پسند فرمایا اور پوچھا۔آج کھانا کس نے پکایا ہے؟

آپ نے بتایا آپ کی ''نئی مریدنی نے'' حضرت اقدس نے ازراہ شفقت ارشاد فرمایا کہ اب یہ جب بھی آئیں کھانا یہی پکایا کریں۔حضرت اماں جان نے بھی خوب اطاعت کی۔ جب بھی قادیان آتیں آپ فرماتیں برکت بی بی اب باورچی خانہ سنبھالو۔اس طرح حضرت دادی جان کو اس بابرکت خدمت کی توفیق ملی۔

آپ قادیان آتیں تو کئی کئی دن ٹھہر جاتیں۔ یہ گھر ہی ایسا بابرکت تھا کہ واپس جانے کو دل نہ چاہتا۔اُدھر حضرت اماں جان اس قدر محبت کرنے والی شفیق خاتون تھیں کہ آپ کا دل بھی نہ چاہتا کہ وہ واپس چلی جائیں کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جب میاں صاحب آپ کو لینے کے لئے آتے تو حضرت اماں جان فرماتیں ۔فضل محمد برکت بی بی کو چند دن اور رہنے دو پھر آ کر لے جانا اور وہ ان دونوں کا پیار دیکھ کر تنہا واپس لوٹ جاتے۔

(زندہ درخت صفحہ 64 از امۃ الباری ناصر)

حضرت برکت بی بی صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ ''میں قادیان گئی ہوں ۔ چھوٹا سا بچہ میری گود میں ہے۔لنگر خانہ گئی ہوں اور لنگر خانے والوں سے کہا ہے کہ مجھے کچھ کھانا دیں۔انہوں نے پوچھا آپ کہاں سے آئی ہیں ۔ میں نے کہا دیال گڑھ سے۔ انہوں نے کہا دیال گڑھ والوں کے لئے یہاں کھانا نہیں ہے۔ میں نے کہا کھانا دیں نہ دیں میں تو یہاں سے نہیں جاؤں گی ۔ میں نے لنگر خانے میں ایک طرف چارپائی بچھائی اور بچے کو ساتھ لے کر لیٹ گئی۔''

عجیب رنگ میں یہ خواب پورا ہوا۔ جب ہرسیاں کو چھوڑ کر یہ خاندان قادیان کی مقدس بستی میں منتقل ہوگیا تو آپ 1917ء میں ایک بچے کی پیدائش کے بعد بیمار ہوگئیں۔اسی بیماری میں آپ کا وصال ہوا بچہ پہلے ہی فوت ہوگیا تھا۔کھانے سے مراد زندگی ہوتی ہے۔قادیان رہائش کے ساتھ دنیا سے دانہ پانی اُٹھ گیا تھا مگر دائمی لنگر خانے میں دوسری زندگی کا آغاز ہوا۔ ماں اور بچہ دونوں ہی قبر میں لیٹ گئے۔

(زندہ درخت صفحہ 66)

جب ہماری نانی جان برکت بی بی صاحبہ جن کے ساتھ حضرت اماں جان دل و جان سے پیار کرتی تھیں کی وفات ہوئی تو ان کی بڑی بیٹی خالہ جی صالحہ صرف سات سال کی تھیں ان سے چھوٹی میری اُمی جان حلیمہ بیگم کی عمر چار سال تھی۔نو مولود بچی میری سات سالہ خالہ جی صالحہ کی گود میں آگئی۔ اتنے چھوٹے بچوں کو سنبھالنا سات سالہ بچی کے لئے بہت مشکل تھا۔ہمارے نانا جی فضل محمد صاحب بھی جیسے کیسے اپنے بچوں کی معاونت کررہے تھے۔ حضرت اماں جان جو میری نانی برکت بی بی صاحبہ سے بہت محبت کرتی تھیں اُن کے بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر بہت افسردہ ہوتی تھیں اور اکثر اُن کی دیکھ بھال کے لئے بھی اُن کے پاس آتی تھیں۔میری امی جان حلیمہ اور خالہ جی صالحہ بہت چھوٹی تھیں اور گھر میں کوئی بڑا دیکھ بھال کرنے والا نہیں تھا تو اکثر حضور خلیفۃ المسیح الثانی نانا جی کو دوسری شادی کا مشورہ دیتے جس پر میرے نانا جی ہمیشہ معذرت کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ کے کام بھی نرالے ہوتے ہیں، جہاں یہ فیملی قادیان میں مشکلات سے دوچار تھی۔تو دوسری طرف ایک اور تاجر فیملی کی بہو پاکپتن میں اسی طرح کی مشکلات سے نبرد آزما تھی۔صوباں بی بی صاحبہ اپنے تین بچوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزار رہی تھیں کہ اچانک اُن کے شوہر کی وفات ہوگئی اور بیوہ کو احمدی ہونے کی سزا یہ ملی کہ باقی فیملی نے بے سروسامانی کی حالت میں گھر سے نکال دیا، دو بچوں کو تو اُن کی فیملی والوں نے ہی رکھ لیا مگر ایک بچی جو دو یا تین سال کی تھیں سردار بیگم اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ ہی آئیں۔محترمہ صوباں بی بی صاحبہ نے اپنے مرکز قادیان میں پناہ لی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کا کفیل بھی کوئی اور نہیں حضرت اُم ناصر صاحبہ کو بنا دیا، اس طرح یہ خوش نصیب ماں بیٹی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے گھر حضرت امی جان کے زیر سایہ رہنے لگ گئیں۔

صوباں بی بی نے بھی جی بھر کے خدمت کی حضور انور، حضرت ام ناصر صاحبہ اور حضرت اماں جان آپ کے کھانوں کو بے حد پسند فرمانے لگے۔ اکثر نانی جی کو ہماری صوباں یا ہماری گورنر کہہ کر بلاتے اور یہ بھی خوش نصیبی کہ یہ محترم بزرگ نانی جی صوباں بی بی کے مستقبل کے لئے پریشان بھی رہتے تھے،اور وہ چاہتے تھے کے کسی طرح ان کا دوبارہ گھر بس جائے اور اس بات کے لئے حضرت ام ناصر اور حضور انور کو میرے نانا جی حضرت فضل محمد صاحب سے زیادہ مستحق اور کوئی نہیں نظر آیا۔

میری امی جان حلیمہ بیگم بتاتی تھیں کہ: حضرت سیّدہ اماں جان اپنی خدمت گزار، جاں نثار مریدنی حضرت برکت بی بی کی وفات کے بعد اکثر پیشتر ہم بچوں کی خیریت معلوم کرنے آتی تھیں، بلکہ ایک بار تو ایسے بھی ہوا کہ آپ تشریف لائیں اور آتے ہی میری بڑی بہن صالحہ بی بی کو کہا جاؤ تیل کی بوتل لاؤ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے سر میں میں تیل لگا رہی ہوں اس وقت میں اپنی خواب پوری کرنے آئی ہوں اور آپا صالحہ کے سر میں تیل لگایا اور اپنی خواب کو پورا کیا۔

امی کہتی ہیں کہ میرے ابا جی فضل محمد صاحب اور بھائی عبدالرحیم صاحب مغرب کی نماز کے لئے بیت الذکر میں گئے، نماز سے پہلے جب حضور انور خلیفۃ المسیح الثانی نماز کے لئے تشریف لائے تو آتے ہی میرے بھائی کو آواز دے کر فرمایا عبدالرحیم جاؤ بھاگ کر بازار سے چھوہارے لے آؤ میں ایک نکاح کا اعلان کرنے والا ہوں، میرے ابا جی دل میں سمجھ گئے یہ جو عبدالرحیم کو ارشاد ہوا ہے یہ یقیناً میرا ہی نکاح ہوگا ، اور ایسے ہی ہوا نماز کے بعد حضور نے میرے ابا جی کا نکاح صوباں بی بی صاحبہ سے پڑھ دیا۔ نکاح کے ایک دو روز کے بعد میرے بھائی اور بھابی ہماری نئی اماں کو اور اُن کے ساتھ ایک ننھی پری سردار کو بھی جا کر ساتھ لے آئے، اور اس طرح حضرت صوباں بی بی ہماری ماں بن کر ہمارے گھر آگئیں۔ مجھے سوتیلی اور سگی کا تو علم نہیں تھا اور اُس وقت شاید ماں کی بھی مجھے خوشی ہوئی یا نہیں مَیں نہیں جانتی ہاں یہ ضرور یاد ہے کہ اپنے سے دو یا تین سال چھوٹی سردار کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ وہ میری بہن بھی تھی اور میری سہیلی بھی وہ بھی میرے ساتھ بہت خوش تھی ہم دونوں ہر وقت ساتھ ساتھ ہی رہتے۔ ہاں مجھے یہ ضرور احساس ہوتا تھا کہ ہماری اماں سردار سے زیادہ مجھے پیار کرتی تھیں اور ہر چیز پہلے مجھے اور بعد میں سردار کو دی جاتی لیکن کبھی بھی سردار کو میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے ضد کی ہو کہ پہلے میں کیوں نہیں؟

پھر نئی اماں نے بھی مجھے اسی طرح پیار دیا جس طرح سے میرے ابا کرتے تھے صرف مجھے ہی نہیں بلکہ میرے تمام بہن بھائیوں کو اماں نے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے جلدی ہی نئی اماں سے ایک بہن صادقہ اور بھائی عبدالحمید بھی عطا کر دیے۔ جو میرے بہت لاڈلے ہوگئے ، باقی سب میرے بہن بھائی مجھ سے بڑے تھے اور اب مَیں صادقہ اور حمید کی بڑی بہن بن کر بہت خوش تھی اور دل بھر کر پیار کرتی تھی۔

صوباں بی بی صاحبہ بہت نیک فطرت، خدا ترس، غریبوں کی ہمدرد اور ہر ایک سے حسن سلوک کرنے والی تھیں، اُن کی خواہش ہوتی کہ ہر کسی کے کام آئیں۔خاموشی سے خدمت کرتیں اگر کوئی کچھ کہہ بھی دیتا تو برداشت کرلیتیں۔اُن میں صبر بہت تھا۔

خاندان مسیح موعود خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بہت محبت کرتیں۔ اکثر روزانہ یا کبھی دو ناغہ ڈال کر حضور کے گھر جاتیں حضور بھی بہت شفقت سے پیش آتے۔ ہماری صوباں ہماری گورنر کہہ کر بلاتے۔ ایک دن اماں حضور کے گھر گئیں تو پتہ چلا کہ حضرت اُم ناصر صاحبہ نے ایک تیرہ چودہ سال کے لڑکے کو کسی کام سے بازار بھیجا تھا اُس نے آکر بتایا کہ کسی نے ایک پڑیا دی کہ حضور کے آگے کھانا پیش ہو تو کسی طرح اُس میں ڈال دینا۔ جب ڈال دو گے تو بہت روپے دیں گے۔ اماں واپس گھر گئیں تو ابا جان کو یہ بات بتائی۔آپ کو بے حد فکر ہوا اور کہا کہ صوباں اب تم جا کر حضرت صاحب کا کھانا پکایا کرو اور خاص حفاظت سے پیش کیا کرو۔ اماں نے جا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اس طرح میاں نے کہا ہے۔آپ نے فرمایا: ''صوباں میری تو ہر روز کھانے کی باری ہوتی ہے تم کدھر کدھر جا کر پکاؤ گی۔ میرا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو وہ خود میری حفاظت فرماتا ہے۔''

دارالفضل میں ہمارے گھر سے آگے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا باغ تھا۔حضرت اماں جان اپنے خاندان مبارک کی بہو بیٹیوں کے ساتھ باغ میں آتیں تو ذرا دیر کو ہمارے گھر بھی تشریف لاتیں اور فرماتیں مَیں تو صرف یہ دیکھنے آئی ہوں۔صوباں کیسی ہے اور کیا کر رہی ہے۔

ہماری اماں کو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل ہونے کا شرف حاصل ہے اور آپ کا نمبر 527 ہے۔آپ کا وصیت نمبر 2469 تھا۔

آپ کو لوائے احمدیت کے لئے سوت کاتنے کی سعادت حاصل ہوئی۔تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اول کے صفحہ 452 پر چھیالیسویں نمبر پر آپ کا نام اس طرح لکھا ہے: ''صوباں بی بی صاحبہ اہلیہ بابا فضل محمد صاحب آف ہرسیاں''

پھر امۃ الباری ناصر صاحبہ اپنی تصنیف زندہ درخت میں تحریر فرماتی ہیں:

پھوپھی جان صادقہ اپنی یادوں کو یوں بیان کرتی ہیں کہ جب اماں کی آخری بیماری تھی ۔ بھائی کو دفتر کی طرف سے کشمیر جانے کا حکم ملا وقت کم تھا تیاری بھی کرنی تھی۔ ملنے کے لئے نہ آسکے بھابھی کو پیغام دیا کہ اماں کو میرا دعا سلام کہہ دینا اور معذرت کر دینا۔ بھابھی بھی کسی وجہ سے نہ آسکیں فاصلے بھی کافی تھے پیدل ہی آنا ہوتا تھا۔جب بھابھی آئیں تو اماں نے چھٹتے ہی کہا کیا بات ہے آمنہ عبدالرحیم چار دن سے نہیں آیا۔ بھابھی نے سارا پیغام دیا تو اماں نے بڑی حسرت سے کہا عبدالرحیم تم مجھے ملے بغیر ہی چلے گئے اب پتہ نہیں نصیب میں ملاقات ہے بھی یا نہیں۔

باقی صفحہ 4 پر

مکرم رمیض احمد محمود صاحب مربی سلسلہ

صوبہ باکونگو، کونگو کا چھٹا جلسہ سالانہ

عوامی جمہوریہ کونگو کے صوبہ باکونگو Bas Congo کا چھٹا جلسہ سالانہ جماعتی صوبائی ہیڈ کوارٹر مبانزا گونگو Mbanza Ngungu میں 15,14 فروری 2014ء کو منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں بیت ناصر کے احاطہ میں وقارعمل کر کے اس کی تزئین و آرائش کی اور جلسہ کی مناسبت سے دیدہ زیب بینرز بھی لگائے گئے تھے۔نیشنل ہیڈ کوارٹر سے مرکزی وفود نے شرکت کی۔امسال جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ سٹی ناظم Mbanza Ngungu، امیگریشن کے چیف، مقامی اتھارٹیز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، پادری حضرات، طلبہ، اور دیگر افراد نے شرکت کی، شعبہ رجسٹریشن کے مطابق جلسہ کی کُل حاضری 531 افراد رہی۔

جلسہ کے انعقاد سے پانچ روز قبل مقامی ریڈیو پر جلسہ کے مسلسل اعلانات ہوتے رہے جس کے ذریعہ بہت سے لوگوں تک جلسہ کا پیغام پہنچا، اسی طرح جلسہ سالانہ کے متعلق مقامی TV چینل پر 25 منٹ کا لائیو پروگرام بھی نشر کیا گیا، اس پروگرام میں جلسہ سالانہ کا مختصر تعارف اور اس کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی گئی اور اس جلسہ میں شمولیت کیلئے دعوت دی گئی۔

جمعرات 13 مارچ کی شام نماز مغرب وعشاء کے بعد جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا آغاز ہوا۔جلسہ کے دنوں میں باقاعدگی سے باجماعت نماز تہجد، نماز فجر اور درس القران، درس الحدیث اور درس ملفوظات کا التزام کیا جاتا رہا۔

جلسہ کا پہلا دن

جلسہ کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوا جس سے قبل 'لوائے احمدیت' لہرایا گیا۔جس کے بعد پہلی تقریر آنحضورﷺ بطور رحمت للعالمین کے عنوان پر لوکل معلم مکرم احمد بوبا BUBA صاحب اور دوسری تقریر نظامِ وصیت کے موضوع پر لوکل معلم مکرم عیسیٰ کیتانو Kitanu صاحب نے کی۔

نومبائعین کے تاثرات

دوران سال احمدیت قبول کرنے والے بعض نومبائعین کو اپنے تاثرات، سٹیج پر آ کر بیان کرنے کا موقع دیا گیا، نومبائعین نے احمدیت قبول کرنے کے نتیجے میں اپنے اوپر ہونے والے افضال کا ذکر کیا۔ چند نومبائعین کے تاثرات مندرجہ ذیل ہیں۔

1: مکرم رمضانی ماٹونڈا Matonda (muwunzi)

میں ایک نومبائع ہوں، اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ میں کسی جلسہ میں شامل ہو رہا ہوں احمدیت قبول کرنے کے بعد میں بہت مطمئن اور خوش ہوں۔جو کچھ بھی میں نے جلسہ میں سنا ہے، ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ ایسی تعلیمات بہت متاثر کن ہیں اور ان کا کوئی ثانی نہیں۔

2: مکرم حسن مویمبا Muemba(Nsalu)

میں جماعت احمدیہ میں ایک نئے ممبر کی حیثیت سے ہوں یہ وہ تعلیمات ہیں جن کو میں ڈھونڈ رہا تھا۔میں اپنے دوسرے بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اس خوبصورت تعلیم کے ساتھ جڑ جائیں۔

3: مکرم نور کیا کو (Mbanza Ngungu) Kiako

یہ کونگو (KONGO) یونیورسٹی آف باکونگو کے طالبعلم ہیں۔ انہوں نے کہا میں گزشتہ سال سے احمدی ہوں اور پچھلے جلسے پر شرکت کرنے کا موقع ملا تھا، جو محبت اور خلوص کا پیغام مجھے اس وقت ملا تھا اس کا میں گواہ ہوں اور آج پھر اس کا مشاہدہ کر رہا ہوں اس طرح احمدیوں کا ڈسپلن کا مظاہرہ بہترین ہے۔

4: مکرم عبدالکریم (Mbanza Ngungu)

احمدیت (دین حق) کا ایک روشن چہرہ ہے جب سے میں نے احمدیت قبول کی ہے مجھے کوئی غلط بات نظر نہیں آئی، احمدیت قبول کرنے کے بعد میں نمازوں میں باقاعدہ ہو گیا ہوں اور روز بیت الذکر میں آ کر نماز ادا کرتا ہوں۔

پروگرام کے مطابق اس سیشن کے اختتام پر مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا گیا، احباب جماعت نے بہت دلچسپی سے اس مجلس میں شرکت کی۔

جلسہ کا دوسرا روز

پہلے دن کا اجلاس بیت ناصر کے احاطے میں کیا گیا تھا لیکن دوسرے دن کے لئے شہر کے وسط میں ایک ہال کرائے پر لیا گیا۔

دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا۔نظم کے بعد اس سیشن میں مجموعی طور پر چار تقاریر پیش کی گئیں:

1: ''خلافت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں'' ازمکرم ابوبکر مپیلو Mpelo صاحب، صدر جماعت مبانزا گنگو

2: اطاعت وفرمانبرداری از مکرم ابوبکر Mbui لوکل مربی سلسلہ

3: آنحضورﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع از مکرم علی Nkonde

سیشن کی آخری تقریر مکرم صدر مجلس عمر ابدان صاحب نے ''خلافت اور الٰہی نصرت کی مثالیں'' کے موضوع پر کی۔

جلسہ سالانہ کے تیسرے اور آخری سیشن میں پہلی تقریر معلم مکرم احمد BUBA صاحب نے فرنچ زبان میں دین میں انسانی حقوق کے موضوع پر کی، اس کے بعد مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر جماعت کونگو نے جلسے کی اختتامی تقریر فرنچ زبان میں کی جس کا مقامی زبان لنگالا میں رواں ترجمہ بھی کیا گیا۔

مہمانوں کے تاثرات

اس موقع پر معزز مہمانوں میں سے بعض کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔تاثرات پیش ہیں:۔

Mr- Zuani Kembeni Bungalo

President de chef de Groupment Territoire de Mbanza Ngungu

صدر آف مقامی چیفس آف تحصیل مبانزا گونگو

میں اس جلسہ سے بہت متاثر اور مطمئن ہوا ہوں، جلسہ کا ڈسپلن اور تمام مہمانوں کے لئے آپ کی محبت کے جذبات واضح طور پر نمایاں ہیں میں نے مکرم امیر صاحب کا قیام امن کے موضوع پر خطاب سنا جو کہ ایک قابل تقلید مثال ہے، جماعت احمدیہ کی یہ تعلیمات تمام صوبے میں پھیلانے کے لیے مکمل حمایت اور حوصلہ افزائی کرتا ہوں۔ میں یقین رکھتا ہو کہ اگر تمام دنیا جماعت احمدیہ کی اس تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دے تو باہمی حقوق العباد کی ادائیگی دنیا میں قائم ہو جائے گی۔

Representative COMICO District de Cataract

سنی مسلمانوں کا نمائندہ

جماعت احمدیہ کی تعلیمات ہم مسلمانوں کو باہم مضبوط کرتی ہیں، اس جلسہ کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ نے (دین) کی سچی تعلیمات کی عکاسی کی ہے جس کا عام طور پر لحاظ نہیں کیا جاتا، Mbanza Ngungu میں رہنے والی آبادی کو سچے (دین) کی سمجھ آج آئی ہے، (Bravo a la Communaute Ahamadiyya) جماعت احمدیہ کو مبارک ہو۔جماعت احمدیہ زندہ باد۔

Mr Mabilama Kazaye Mbote

chef de la cite de Mbanza Ngungu سٹی ناظم مبانزا گونگو

ہم نے آج اس جلسہ میں ہونے والی تقاریر کے ذریعہ سے دین حق کی سچی تعلیمات کو جانا ہے آپ کے موٹو ''محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'' نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے۔جماعت احمدیہ کی تعلیمات تمام دنیا میں پائیدار امن قائم کرنے کیلئے کافی ہے اور خاص طور پر میرے شہر Mbanza Ngungu میں۔

مہمانوں کے تاثرات کے بعد مجلس سوال جواب منعقد ہوئی۔

نمائش کتب:

جلسہ کے موقع پر جماعتی کتب ولٹریچر کی نمائش لگائی گئی تھی، اس نمائش میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے والے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے، اس کے علاوہ فرنچ لٹریچر بھی رکھا گیا تھا، تمام مہمانوں میں ''مختصر جماعتی تعارف'' لنگالا زبان میں اور ''مسیح موعود آ گیا'' پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔اسی طرح بعض معززین کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace تحفۃً پیش کی گئی۔

میڈیا کوریج:

امسال جلسہ سالانہ کو مبانزا گونگو Mbanza Ngungu شہر کے دو ریڈیو چینلز، Radio vuvu kieto، Radio Ntemo اور ایک TV چینل RTK نے کوریج دی۔ ریڈیو کے ذریعہ سے تین دنوں میں 50 منٹ کا وقت جلسہ سالانہ کی documentary کو ملا اور اسی طرح TV پر دو دنوں میں 40 منٹ کے Air Time سے جلسہ سالانہ کا تعارف شہر کی اکثر آبادی تک پہنچا۔ مزید براں دارلحکومت کنشاسا میں دو اخبارات le potentiel اور l'Avenir میں جلسہ سالانہ باکونگو کی رپورٹ شائع ہوئی۔

الحمدللہ، محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے نیک اثرات کے نتیجہ میں 5 افراد نے احمدیت قبول کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جلسہ سالانہ کے بہترین نتائج ظاہر ہوں اور جلد احمدیت کا نُور ان علاقوں میں پھیل جائے۔آمین

(الفضل انٹرنیشنل 18/اپریل 2014ء)

چینی کا زائد استعمال کئی امراض کا سبب

ذائقہ دار مٹھائیاں اور سویٹ ڈشز کسے پسند نہیں ہوتیں۔لیکن انہیں کھاتے ہوئے بھی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ جدید تحقیق کے مطابق چینی کا حد سے زیادہ استعمال نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔امریکہ کی یونیورسٹی آف کولوراڈو کی جدید تحقیق کے مطابق چینی کا مٹھاس سے بھرپور غذاؤں کا حد سے زیادہ استعمال جسم کو کئی بیماریوں کا گڑھ بنا سکتا ہے۔ اس سے نہ صرف شوگر ہو سکتی ہے بلکہ بہت زیادہ مٹھاس، ہائی بلڈ پریشر، دل کے امراض اور مٹاپے کو بھی دعوت دیتی ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق چینی سے بھرپور غذائیں کھانے میں توازن رکھنا ضروری ہے ورنہ گردوں پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

Hm
4484

(بقیہ از صفحہ 2)

امریکہ کے دورے پر تو رات بھر جاگ کر بیت کی آرائش اور خطاطی کا کام کرتے رہے۔ کئی بینر لگائے اور ان کے بھائی بھی ساتھ ان کے ہادی صاحب اور ساری رات بیت میں کام کرنے کے بعد صبح آپ نے ہسپتال کی ڈیوٹی بھی پوری کی اور پھر یہ کہ بیت کی سجاوٹ پر جو بھی خرچ ہوا انہوں نے ہمیشہ اپنی جیب سے ادا کیا اور جب بیت میں کام کر رہے ہوتے تھے تو کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ اتنے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ نہایت سادگی سے خدمت کر رہے ہوتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا ڈاکٹر نوری صاحب کہتے ہیں:۔ ڈاکٹر مہدی علی صاحب اپنے مریضوں میں بے حد مقبول تھے۔ غریب اور نادار مریض آپ کے پاس بہت خوشی اور امید سے علاج کے لئے آتے تھے۔ ذاتی دلچسپی اور توجہ سے ہر مریض کو دیکھتے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی، لباس اتنا سادہ ہوتا کہ ان کو مریضوں کے درمیان دیکھ کر پہچاننا مشکل ہوتا تھا۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر بغیر کسی تکلیف کے پیش کیا۔ ارادے کے بہت پکے تھے۔ بے لوث خدمت خلق کے لئے ان کا اس ہسپتال میں آتے رہنا اپنے پیشے کے ساتھ پُرخلوص وابستگی کا ثبوت ہے۔ انتہائی عاجز انسان تھے، حافظہ کمال کا تھا۔ قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود کے علم کے ساتھ ساتھ شاعری اور کیلی گرافی میں بھی دلچسپی تھی۔

مبارک صدیقی صاحب بھی ان کے کلاس فیلو تھے، کہتے ہیں کہ مہدی علی بچپن سے ہی مومنانہ صفات کے حامل، خوبصورت اور ذہین انسان تھے، جماعت احمدیہ کے جاں نثار خادم اور خلافت سے ازحد پیار کرنے والے تھے، علم اور مالی فراخی میں ہمیشہ ہم سے بہت آگے ہونے کے باوجود انتہائی حلیم اور عاجزانہ قسم کے انسان تھے۔ کبھی آپ کے منہ سے غیر شائستہ لفظ نہیں سنا۔ نظام جماعت کے بارے میں بڑی غیرت رکھتے تھے اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ آپ کے سامنے کسی چھوٹے سے چھوٹے جماعتی عہدیدار کے خلاف بھی کوئی بات کر سکے۔ ایک مثالی احمدی تھے۔ غریب دوستوں کی مالی مدد کرتے تھے لیکن ایسے رنگ میں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ ان کے ایک دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کی آواز نہایت رسیلی اور دلکش اور دلربا تھی۔ تلاوت اور تقریر کے مقابلوں میں بچپن سے ہی حصہ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ اچھی پوزیشن لیتے رہے۔ حضرت مصلح موعود کے شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا:

ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ غریبوں کا بہت خیال رکھنے والے۔ جب گزشتہ سال آئے تو بینک اکاؤنٹ کھلوا کے مجھے بتایا کہ میں نے یہاں پیسے جمع کروا دیئے ہیں۔ ضرورتمندوں کی مدد کر دیا کرو۔ اسی طرح یہ بھی کہا کہ سٹوڈنٹ جو بھی میڈیکل کالج میں پڑھنا چاہے، اس کا خرچہ میں سارا دوں گا ایک ان کے دوست حافظ عبدالقدوس نے بتایا کہ جب آپ فضل عمر ہسپتال میں تھے تو ایک دن دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور بتایا کہ یہ لاوارث مریض ہے اسے ایک بوتل خون کی میں نے دے دی ہے اور ایک مزید کی ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ دیں۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے سامان وغیرہ بھیجتے رہتے تھے اور کہتے کہ مجھے فخر ہے ہسپتال کی خدمت کر کے۔

ایک ان کے دوست کہتے ہیں کہ ہمارا بہت پیارا بھائیوں جیسا تعلق تھا۔ اس سال ہفتہ کی رات کو ربوہ پہنچتے ہی فوراً آنے کو کہا، رات کے 10 بجے تھے، میں نے آرام کرنے کو کہا مگر انہوں نے کہا کہ نہیں ابھی آؤ، خیر ملاقات ہوئی، بہت پیار سے ایک جدید سٹیتھوسکوپ کا تحفہ پیش کیا، جسے خاص طور پر لائے تھے اور پھر نمازوں کے بارے میں قبلے کا رخ وغیرہ پوچھا۔ رات کو کہتے ہیں ملاقات ہوئی۔ سوا گیارہ بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔ میں سوا گیارہ بجے اٹھ کر آ گیا اور خدا حافظ کہہ کر رخصت کیا اور صبح جب چند گھنٹوں کے بعد یہ بہشتی مقبرے گئے تو وہیں جام شہادت نوش کیا۔

حضور انور نے میڈیا میں اس خبر کی کوریج کے حوالے سے فرمایا:

ڈان اخبار کی ویب سائٹ پر ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کا پس منظر بیان کر کے یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کوئی عام ڈاکٹر نہیں تھے۔ انہوں نے امریکن کالج آف کارڈیالوجی سے ایوارڈ حاصل کیا اور سال 2003ء اور 2004ء میں امریکہ کے بہترین فزیشنز میں ان کا شمار ہوا۔ اس کے علاوہ سال 2005ء، 2006ء اور 2007ء میں مسلسل تین سال تک اور 2009ء، 2010ء، 2011ء اور 2012ء میں مسلسل چار سال تک امریکہ کے بہترین کارڈیالوجسٹ میں ان کا شمار ہوا۔ نیز انہیں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی جانب سے بھی ایوارڈ ملا۔ پھر اخبار والے لکھتے ہیں کہ میں نے انٹرنیٹ پر مہدی صاحب کا ایک پروفائل اور ان کی مسکراتی ہوئی روشن تصویر دیکھی جس کے ساتھ ان کے یہ الفاظ لکھے تھے کہ میں اعلیٰ ترین پیشہ وارانہ معیار کو قائم رکھتے ہوئے مریض کی بہترین دیکھ بھال پر یقین رکھتا ہوں تا کہ ان اداروں کی ترقی میں معاون ثابت ہوسکوں جن سے میں وابستہ ہوں، میری ترجیح پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو قابلیت، سچائی اور دیانتداری سے نبھانا ہے اور یقیناً قابلیت، سچائی اور دیانتداری سے انہوں نے یہ سب نبھایا۔ پھر آخر میں لکھنے والے نے لکھا کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر! میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو بچا نہیں سکا لیکن میں نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ میں نے اپنی سلامتی خطرے میں ڈال دی ہے تا کہ کل میں ایسے نہ مروں کہ میری آواز نہ سنی گئی ہو۔ پھر پاکستان، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ اور دنیا کے متعدد اخباروں نے اس نہایت بہیمانہ قتل اور انسانیت سوز فعل کی سخت مذمت کی ہے۔ اب تک 30 سے زیادہ ان اخباروں کی تعداد ہے جن میں خبریں شائع ہوئی ہیں۔ اس میں نیشنل پوسٹ کینیڈا، دی سٹار کینیڈا، سی ٹی سی نیوز کینیڈا، گلوبل نیوز، سی این این، یو ایس اے ٹوڈے، واشنگٹن پوسٹ، کولمبس ڈسپیچ، دی وال سٹریٹ جرنل (یہ بہت بڑا مشہور اخبار ہے)، دی ایکسپریس، واشنگٹن ٹائمز، ڈیلی میل، بی بی سی اردو، الجزیرہ اور ڈان وغیرہ۔ ان تمام تر اخباروں میں جہاں ڈاکٹر صاحب شہید کے بہیمانہ قتل کی مذمت کی گئی ہے وہیں جماعت احمدیہ کے تعارف اور پچھلی کئی دہائیوں سے ہونے والے جبر و تشدد کا بھی انتہائی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ ان تمام تر اخباروں نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کا ذکر کیا ہے۔ وال سٹریٹ جرنل امریکہ جو دنیا کا بہت مشہور اخبار ہے۔ دنیا میں کئی جگہ چھپتا ہے۔ اس کے نامہ نگار نے شہادت کے واقعہ، جماعت احمدیہ کا تعارف اور جماعت کے خلاف ہونے والے مظالم کا ذکر کرنے کے بعد ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی چیئرپرسن کا تجزیہ پیش کیا کہ گو کہ پاکستان میں تمام تر اقلیتیں ہی مظالم کا شکار ہیں مگر جماعت احمدیہ سخت ترین ظلم و ستم کا شکار ہے پاکستان کی کئی لوکل اخباریں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز خبریں شائع کرتی رہتی ہیں۔ ایک اخبار نے شہید کے ایک ساتھی ڈاکٹر سنہا کا بھی انٹرویو شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر سنہا نے شہید مرحوم کے متعلق کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ دیانتدار اور خوش اخلاق شخص نہیں دیکھا۔ آپ کے جسم میں ایک بھی شرپسند ذرہ نہ تھا۔ آپ بہت زیادہ خدمت خلق کرنے والے شخص تھے اور گو کہ آپ جانتے تھے کہ آپ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ سکتا ہے مگر اس کے باوجود خدمت خلق کے لئے پاکستان گئے۔ میں بس اس قدر چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ کس طرح ایک انتہائی بااخلاق انسان جو انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے گیا ہوا تھا، کو انتہائی بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا۔ ایک پولیس اہلکار کا بیان ہے کہ ہم اکثر ایسے پمفلٹ دیکھتے رہتے ہیں جس میں ربوہ کے ہسپتال میں علاج کروانے کی مخالفت کی جاتی ہے اور غالباً یہ قتل بھی اسی سے متعلق ہے۔ اسی طرح الجزیرہ کے تجزیہ نگار نے بھی یہی لکھا ہے کہ اکثر احمدیوں کے خلاف ظلم و تشدد کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ نے بھی شہادت کی خبر میں اسی طرح لکھا کہ ظلم اس لئے ہو رہے ہیں کہ پتہ ہے کچھ نہیں ہونا۔ کولمبس ڈسپیچ نے اپنی خبر میں مرحوم کے بڑے بیٹے کا انٹرویو لیا ہے۔ یہ لکھتا ہے کہ 16 سالہ عبداللہ علی سے جب پوچھا گیا کہ وہ اپنے والد صاحب کے اس طرح قتل کئے جانے پر کس طرح محسوس کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ I am disappointed نامہ نگار نے اس جواب کو پسند کرتے ہوئے خاص طور پر ذکر کیا کہ بچے کے دل میں غصہ یا انتقام کا جذبہ نہیں۔ ایک اور اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے عبداللہ علی نے کہا کہ میرے والد ایک عظیم شخص تھے اور مجھے یقین ہے کہ اگر قاتل کچھ دیر رک کر آپ سے بات کرتے تو یقیناً آپ ان کی زندگی میں بھی کوئی مثبت تبدیلی لے آتے۔ بی بی سی اردو میں بھی مرحوم کی شہادت اور احمدیوں کے خلاف ظلم و ستم کا ذکر کیا گیا ہے اور نیز طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے خلاف چھپنے والے پمفلٹ کا عکس بھی شائع کیا گیا ہے۔ جس میں لکھا ہوا ہے کہ طاہر ہارٹ میں علاج کروانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بہرحال یہ شہید تو اپنی زندگی میں بھی کامیابیاں دیکھتا رہا اور مخلوق خدا کی خدمت کرتا رہا اور موت بھی ایسی پائی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے دائمی زندگی دے گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے بھائی کو جنت میں اعلیٰ درجے عطا فرمائے۔ لحہ لحہ ان کے درجات کی بلندی ہوتی رہے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں اس کو جگہ دے۔ ان کے بیوی بچوں کو بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ڈاکٹر صاحب شہید کی تمام نیک خواہشات اور دعائیں جو انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کیں انہیں قبول فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا جیسا کہ میں بتا آیا ہوں کہ ہماری ترقیات اور دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس دعاؤں ہی کا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے کچھ ظاہری سامان کی طرف بھی توجہ دلائی ہے وہ بھی ساتھ ساتھ ہونے چاہئیں۔ جس حد تک ہو سکتا ہے۔ اس لئے ربوہ میں اس واقعہ کے بعد اب ربوہ میں انتظامیہ کو بھی پہلے سے زیادہ چوکس اور ہوشیار ہونے کی ضرورت ہے۔ اپنی تدبیروں اور وسائل کو انتہا تک پہنچائیں پھر معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں اور پھر ربوہ کے ہر شہری کو بھی چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ اس پیارے نے ربوہ کی زمین پر اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اس طرف بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے احمدی بھی پاکستان کے احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فرشتے حفاظت کرتے ہیں

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”اگر دنیا داروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے۔ تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو۔

بیعت اگر دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے۔ غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 194)

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

جلسہ یوم خلافت

(زیراہتمام مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ)

۞ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مورخہ 21 مئی 2014ء کو بعد نماز عصر بمقام ایوان ناصر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کو 27 مئی کے حوالے سے جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد مجلس انصاراللہ پاکستان تھے۔ تلاوت ونظم کے بعد محترم مہمان خصوصی نے خلافت کی برکات پر مبسوط تقریر کی۔ آخر پر محترم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ نے حضرت مسیح موعود کے زمانے کے بعض واقعات بیان کئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات کی روشنی میں احباب کو عملی اصلاح کے بعض پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ تمام شرکاء کی مشروب کے ساتھ تواضع کی گئی۔ اس پروگرام میں دلچسپی شرکاء کی حاضری سے ظاہر ہو رہی تھی۔ ہال کھچا کھچ مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ تمام شرکاء جلسہ نے بڑی خاموشی اور دلچسپی کے ساتھ مہمان خصوصی کی تقریر سنی۔ اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم محمد رشید طارق صاحب صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم رانا مبارک احمد صاحب سابق صدر حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گلاسگو میں بوجہ فالج بیمار ہیں۔ بائیں ٹانگ اور بازو متاثر ہوا ہے۔ تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

۞ مکرم ضیاء الرحمٰن ضیاء صاحب آڈیٹر وقف جدید ربوہ پتہ میں پتھریوں اور سوزش کی وجہ سے فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

۞ مکرم انور ندیم علوی صاحب ایڈووکیٹ دارالنصر غربی اقبال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محترم محمد اشفاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ کا ہرنیا کا آپریشن گوجرانوالہ میں ہوا ہے۔ طبیعت بہتری کی طرف مائل ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

۞ مکرم حافظ سعید الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ لندن تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب حافظ آبادی مختلف عوارض اور شدید کمزوری کی وجہ سے بیمار ہیں۔ ان کی Endoscopy متوقع ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کے والد صاحب کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور صحت والی زندگی سے نوازے۔ آمین

۞ مکرم رفیع احمد رند صاحب انسپکٹر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بڑے بھائی مکرم مبشر احمد رند صاحب انسپکٹر تربیت وقف جدید ہیپا ٹائٹس بی اور سی کی وجہ سے بیمار ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں داخل رہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت بہتر ہے۔ کمزوری ابھی بھی ہے۔ تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب نیو نشیمن ٹینٹ سروس ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے ماموں اور خسر مکرم شوکت پرویز صاحب ابن مکرم پروفیسر محمد طفیل ناز صاحب مقیم جرمنی مورخہ 21 مئی 2014ء کو جرمنی میں بعمر 74 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم کا نماز جنازہ مورخہ 25 مئی 2014ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے پڑھائی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد دعا مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب نائب ناظر مال آمد نے کروائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ حبیب النساء صاحبہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا مکرم انجم سہیل صاحب جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں اور نماز تہجد ادا کرنے والے، ہر ایک کے دکھ سکھ میں شریک ہونے والے، ہمدرد، رحمدل، غرباء کا خیال رکھنے والے اور خاندان میں ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ خلافت کے ساتھ اطاعت اور وفا کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی خلافت سے جوڑے رکھا اور خود بھی خلیفہ وقت کی ہر آواز پر لبیک کہتے تھے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے نیز لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم عبدالقدوس ناصر صاحب تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد مکرم عبدالرحیم سلیم صاحب ولد مکرم صوبیدار میجر (ر) ملک عبدالرحمٰن صاحب مورخہ 29/اپریل 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ یکم مئی 2014ء کو بعد نماز ظہر بیت المبارک ربوہ میں آپ کی نماز جنازہ محترم محمد الدین ناز صاحب ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم راجہ منیر احمد خان صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ نے دعا کروائی۔ آپ حضرت محمد حیات صاحب آف چک جانی ضلع جہلم یکے از 313 رفقاء حضرت مسیح موعود کے پوتے اور مکرم ڈاکٹر شیخ محمد حنیف صاحب سابق امیر ضلع کوئٹہ کے داماد تھے۔ آپ کی عمر 71 سال تھی آپ 1942ء میں قادیان دارالامان میں پیدا ہوئے۔ آپ کو تمام عمر خدمت دین کرنے کی سعادت حاصل رہی۔ جب آپ خدام الاحمدیہ میں تھے تو آپ ناظم مال ضلع کوئٹہ بھی رہے۔ 1986ء میں آپ اپنے والد صاحب کی زرعی اراضی کی نگرانی کی خاطر ضلع بدین تشریف لے گئے اور وہاں اپنی جماعت میں طویل مدت کے لئے سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید و سیکرٹری اصلاح وارشاد کے طور پر خدمات دینیہ بجالاتے رہے نیز امیر صاحب ضلع اور ناظم صاحب انصاراللہ ضلع کی عاملہ کے ممبر بھی رہے۔ مرحوم پنجوقتہ نماز کے پابند، تہجد گزار، تلاوت کے پابند، صابر وشاکر، بلند حوصلہ والے، دریا دل، نافع الناس، حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن رنگ میں ادا کرنے والے تھے۔ آپ اپنے علاقہ میں فعال داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ امۃ الحی صاحبہ ایک بیٹی امۃ القدوس ثانیہ صاحبہ اور خاکسار چھوڑے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ان کے پسماندگان کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

☆............☆............☆

ربوہ میں طلوع وغروب 2جون

طلوع فجر	3:25
طلوع آفتاب	5:01
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	7:12

نعمانی سیرپ
تیزابیت۔ خرابی ہاضمہ اور معدہ کی جلن کیلئے اکسیر ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ PH:047-6212434

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائزر
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز: G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل

LEARN German LANGUAGE
By German Lady Teacher
صرف خواتین کے لیے
Contact #: 0302-7681425 & 047-6211298

سٹی پبلک سکول دارالصدر جنوبی ربوہ سابقہ الصادق بوائز
محکمہ تعلیم اور فیصل آباد بورڈ سے منظور شدہ
✪ سائنس اور کمپیوٹر لیب اور لائبریری
✪ ماہرین تعلیم کی سرپرستی اور راہنمائی
✪ بچوں اور والدین سے مشاورت اور رابطہ
کلاس ششم تا نہم داخلہ جاری ہے
رابطہ: پرنسپل 047-6214399,6211499

MULTICOLOR INTERNATIONAL
SPECIALIST IN ALL KINDS OF:
Printing & Advertising
Email: multicolor13@yahoo.com
Cell: 920321-412 1313, 0300-8080400
www.multicolorint.com

FR-10

ایک نام مغل بینکوئیٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام نیز کیٹرنگ کی سہولت میسر ہے
فون: 0336-8724962